10

مرقاۃ المفاتیح

شرح اردو

مشکوٰۃ المصابیح

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

مکتبہ رحمانیہ

مرقاۃ المفاتیح اردو

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری هجری ۱۰۱۴

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

للامام العلامۃ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی المتوفی ۷۴۱

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

جلد دہم

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743
MAKTABA-E-REHMANIA

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب: ---------------- مرقاۃ المفاتیح اردو (جلد دہم)

مترجم: ---------------- مولانا راؤ محمد ندیم

ناشر: ---------------- مکتبہ رحمانیہ

مطبع: ---------------- لٹل سٹار پرنٹرز لاہور

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ دونوں چیزیں پیش کرنے کا مقصد ملائکہ پر آپؐ کی فضیلت کا اظہار تھا، کہ آپؐ درست چیز کو اختیار اور پسند فرماویں گے۔

قوله: فقيل لي هديت الفطرة:

یعنی فرشتوں نے کہا۔ اخبار ودُعاء ہر دو کو محتمل ہے۔ اخبار کیلئے ہونا زیادہ ظاہر ہے جیسا کہ عنقریب حدیث کے آخر میں آرہا ہے۔

قاضیؒ فرماتے ہیں: اس فطرت سے مراد وہ فطرت اصلی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو پیدا کیا۔ اور ان چیزوں سے اعراض فطرت میں سے ہے، مثلاً جیسا کہ شراب، کہ وہ عقل کو خراب کر دیتی ہے، حالانکہ عقل ہی وہ چیز ہے جو خیر کے کاموں کی طرف داعی ہے' شر سے روکنے والی ہے' اور صلاح دارین اور خیر المنازل تک لے جاتی ہے۔ جیسا کہ دودھ کا پینا، کہ دودھ بہترین غذا ہے، اور سب سے پہلی پرورش ونشونما بھی دودھ ہی سے ہوتی ہے۔

ابن الملکؒ فرماتے ہیں: اس موقع پر ملائکہ کا یہ جملہ اپنے اندر ایک قسم کا لطف ومناسبت سموئے ہوئے ہے، عالم حسی میں دودھ، خلوص وبیاض کا ایک مجموعہ ہے، اور یہی وہ چیز ہے کہ جو مولود کیلئے پہلی غذا بھی ہے، عالم قدسی میں ہدایت وفطرت کو قرار دیا، اور ہدایت وفطرت وہ چیز ہے جس سے قوت روحانیہ تامّ ہوتی ہے، بخلاف خمر کے، چونکہ وہ سراپا فساد ہے اس کو عالم بالا میں ''غوایہ'' قرار دیا، خمر وہ چیز ہے جو قوت روحانیہ میں فساد برپا کر دیتی ہے۔ جیسا کہ اس کی تائید اسی حدیث کے اگلے جملے (اما انك أخذت الخمر) سے ہوتی ہے **قوله: أما انك لو أخذت الخمر،**

یعنی اگر آپ شراب پی لیتے یا فقط پکڑ لیتے اور نہ پیتے، غرض یہ کہ خمر کی طرف ادنیٰ درجے میں بھی مائل ہو جاتے تو آپ کی اُمت کسی نہ کسی درجے میں اس گمراہی کا شکار ہو ہی جاتی۔ اگر آنحضرتؐ نوش فرما لیتے تو آپ ﷺ کی امت کیلئے بھی حلال ہو جاتی، اور امت خمر کے ضرر وشر کا شکار ہو جاتی۔ انبیاءؑ چونکہ معصوم ہوتے ہیں، اسی وجہ سے ''غویت'' نہیں کہا، حالانکہ ''مقابلہ'' کا تقاضا یہی تھا (کہ ''غویت'' کہا جاتا)۔

حدیث کے اس جملے سے یہ معلوم ہوا کہ مقتدیٰ (رہبر ورہنما) خواہ نبی ہو یا عالم ہو یا سلطان وغیرہ ہو، اس کی استقامت اس کے اُتباع وپیروکاروں کی استقامت کا ذریعہ اور سبب بنتی ہے، کیونکہ مقتدیٰ کی حیثیت وہی ہے جو اعضاء کی بنسبت دل کو حاصل ہے۔

۱۷۵ وعن ابن عباسؓ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَىُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِىْ الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّى اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِى اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِى قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَىُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْلِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّى اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِى مُلَبِّيًا۔ (رواه مسلم)

اخرجه مسلم ۱/۱۵۲ حديث رقم (۲۶۹-۱۶۶) واخرجه احمدفي المسند ۱/۲۱۵۔

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہم نے مکہ اور مدینہ کی درمیانی راہ کا سفر کیا' جب ایک جنگل کے پاس سے ہمارا گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون سا جنگل ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یہ وادی ازرق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رنگ اور ان کے بالوں کا کچھ تذکرہ فرمایا (کہ ان کا رنگ گندمی اور بال خمدار ہیں اور مزید کلام فرماتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) انہوں نے اپنی انگلیاں (مؤذن کی مانند) کانوں میں دے رکھی ہیں اور روتے گڑگڑاتے' بآواز بلند اپنے پروردگار کے حضور لبیک لبیک کہتے (محرم کی طرح) اس جنگل سے گزر رہے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ پھر ہم نے سفر جاری رکھا حتی کہ ہم ایک گھاٹی میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون سی گھاٹی اور پہاڑ ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ ہرشا پہاڑ ہے یا لفت پہاڑ ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (سن کر) ارشاد فرمایا: ''گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور موٹی اون کے جبہ میں ملبوس ہیں' ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کی رسی کی ہے اور وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے اس گھاٹی سے گزر رہے ہیں''۔ (مسلم)

تشریح: **قوله: سرنا مع رسول الله ﷺ --- مارا بهذا لوادي:**

سرنا: سیر سے مشتق ہے۔

أذنيه: ذال کے ضمہ اور سکون کے ساتھ، أذن کا تثنیہ ہے۔

أصبعيه: أصبع کا تثنیہ ہے۔ دونوں جگہ تثنیہ کا صیغہ لانا بطور ''لف ونشر'' کے ہے۔

جؤار: جیم کے ضمہ اور ہمزہ کے ساتھ، کبھی ہمزہ کو واؤ سے بدل دیتے ہیں۔

قوله: ثم سرنا حتى أتينا على ثنية .....:

ثنية: ثائے مثلثہ کے فتحہ و کسرہ، نون، اور یائے تحتانیہ مشددہ کے ساتھ۔

هرشي: ھاء، پھر راء، اس کے بعد شین معجمہ اور پھر الف مقصورہ ہے جو بصورت یاء لکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ **سكرى**.

وادي الازرق: حرمین کے درمیان واقع جگہ کا نام ہے۔ اسی وادی کو ''ازرق'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وادی نیلگوں تھی، اور بعض کا کہنا ہے کہ '' أزرق '' نامی کسی شخص کی طرف منسوب ہے۔

لفت: اکثر نسخوں میں لام کے کسرہ اور فاء کے سکون کے ساتھ ہے۔ اور امام طیبیؒ نے اس کا تین طرح سے مروی ہونا نقل کیا ہے۔

(۱) لام کے کسرہ، فاء کے سکون (۲) لام کے کسرہ اور فاء کے فتحہ کے ساتھ (۳) لام اور فاء دونوں کے فتحہ کے ساتھ۔

عليه جبة صوف: اون کا جبہ زیب تن کرنا زہد و تواضع کے باعث تھا، یہ حدیث صوفیائے کرام اور انکے متبع بعض علماء مثلاً امام کسائی کا ماخذ ہے۔ اور شاید کہ یہ جبہ انہوں نے ہیئت معتاد سے ہٹ کر زیب تن کیا ہوا تھا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی شریعت میں محرم کیلئے جبہ وغیرہ پہننا مطلقاً جائز ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خطام: بروزن "زمام" بمعنی لگام۔

خلجة: خائے معجمہ کے ضمہ، لام کے سکون، نیز خاء اور لام ہر دو کے ضمہ کے ساتھ، اس کے بعد بائے موحدہ اور پھر ھاء، بمعنی **ليفة نخل**.

واضعاً: لفظ "موسیٰ" سے حال ہے۔ امام طیبیؒ فرماتے ہیں: "واضعا" اور "مارا"، دونوں حال مترادفہ ہیں، یا حال متداخلہ ہیں، اور ذوالحال "موسیٰ" ہیں۔ حال اور ذوالحال کے درمیان راوی یعنی آنحضرت ﷺ کا کلام ہے۔

مارا، ملبيا: دونوں، لفظ "یونس" سے "حال" ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حج شعائر اللہ میں سے ہے۔ انبیاء کرامؑ کا جیتے جی اور دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حج کرنا شعائر انبیاء میں سے ہے۔ نیز حج اور تلبیہ کی ترغیب معلوم ہوتی ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کا حج کرنا، تلبیہ پڑھنا، کیسے ممکن ہے۔ حالانکہ وہ اس دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں، اور دار الآخرۃ، دار العمل نہیں؟

اس کے متعدد جواب دیئے گئے ہیں:

پہلا جواب: انبیاء شہداء کی مانند ہیں، بلکہ ان سے بھی افضل ہیں، اور شہداء کے بارے میں قرآنی فیصلہ یہ ہے:

﴿**لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله أموات بل أحياء ولكن لا تشعرون**﴾ "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ (معمولی مردوں کی طرح) مردے ہیں بلکہ وہ تو ایک ممتاز حیات کے ساتھ زندہ ہیں لیکن تم (اس) حواس سے (اس حیات کا) دراک نہیں کر سکتے) لہٰذا ان حضرات کا حج کرنا، نمازیں پڑھنا، اور بارگاہ باری میں بقدر استطاعت تقرب حاصل کرنا کوئی بعید نہیں، اگرچہ یہ حضرات وفات پا چکے ہیں مگر ہیں تو اسی دنیا میں جو دار العمل ہے، حتی کہ جب اس کی مدت ختم ہو جائے گی اور آخرت شروع ہو جائے گی، تو تب عمل منقطع ہو جائے گا۔

دوسرا جواب: تلبیہ دعا ہے، اور دعا اعمال آخرت میں سے ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:

﴿**دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام وآخر دعواهم أن الحمد لله رب العالمين**﴾ [یونس۔ ۱۰]

"ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ اور ان کا باہمی سلام ہوگا السلام علیکم اور ان کی (اس وقت کی باتوں میں) اخیر بات یہ بات ہوگی "**الحمد الله رب العلمين**"

تیسرا جواب: یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کے خواب کا ہے، لیلۃ الاسراء کے علاوہ کسی اور شب کا، جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: **بينما أنا نائم رأيتني اطوف بالكعبة**، اور حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پورا قصہ ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اور انبیاء کے خواب حق وصدق ہیں۔

چوتھا جواب: آنحضرت ﷺ نے انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے جن افعال کا تذکرہ کیا، یہ احوال درحقیقت ان انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ دکھایا گیا کہ یہ انبیاء کرام اپنی زندگیوں میں یہ اعمال کس انداز سے کیا کرتے تھے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **كأني أنظر الى موسىٰ**.